دلاور فگار کا سماجی شعور

پیر ولایت علی شاہ [1]

Abstract

Dilawar Figar is one of the renowned name of Urdu humorous poetry. He describes the different aspects of social setup in his poetry, which proves his vast social sense. Through this article an effort has been made to express his social sense.

کلیدی الفاظ: **اردو شاعری، طنز، مزاح، ظرافت، سماجی شعور، تنقیدی جائزہ**

شاعری اور سماج کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ہر شاعر خواہ وہ غزل گو ہو یا نظم گو ہو یا ظرافت نگار اُس کے ہاں سماج کی عکاسی ضرور ہوتی ہے۔ سماج افراد سے تشکیل پاتا ہے اور افراد سماج کے عناصر ہوتے ہیں۔ افراد کے باہمی روابط اور اختلافات سماج کو متنوع جہات عطا کرتے ہیں۔ انھی جہات سے سماج ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ امر بھی ضروری ہے کہ ترقی کے زینے طے کرنے کے لیے سماج میں مثبت اقدار فروغ پائیں۔

کوئی بھی شاعر ہو یا نثر نگار وہ سماج سے کسی صورت بھی کٹ کر نہیں رہ سکتا۔ اس کی تخلیقات کا مواد سماج سے ہی تشکیل پاتا ہے۔ یوں یہ امر لازمی ہو گا کہ ہر شاعر اور نثر نگار کے ہاں سماجی رویوں کی عکاسی ضرور

1 پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو و مشرقی زبانیں، یونیورسٹی آف سرگودھا

ہوتی ہے۔ جس سماج میں مثبت رویے جتنے زیادہ پروان چڑھ رہے ہوں گے وہ سماج اتنی ہی ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے گا۔

شاعر اور ادیب مثبت روّیوں کو پروان چڑھانے میں خاص معاون ثابت ہوتے ہیں کیوں کہ ان کا تعلق اور فکری رجحان سماج کے عناصر سے براہ راست متعلق ہوتا ہے اور وہ کسی سماج میں بسنے والے باشندوں کے طرزِ عمل اور مثبت و منفی روّیوں کو اپنی تخلیقات کی زینت بناتے ہیں۔ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، شاعری اور سماج کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''شاعری کی تخلیق میں ہر چند کہ فن کار کے انفرادی عمل کو بڑا دخل ہے لیکن فن کار کے ذہنی تجربات میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں اور جب ان تجربات کا ماحصل ایک فنی شہ پارے کی صورت میں ان لوگوں کے سامنے آتا ہے تو وہ اس میں اپنے جذبات واحساسات کا عکس دیکھتے ہیں۔اس لیے شاعر کا ایک حلقہ اثر بھی ہوتا ہے جو اس انفرادی کاوش کو اجتماعی اظہار وابلاغ کا وسیلہ بنا دیتا ہے۔''(۱)

شاعر وادیب کی یہی انفرادی کاوش جب اجتماعی اظہار وابلاغ کا وسیلہ بنتی ہے تو اس میں سماج اور سماج کا شعور جھلکنے لگتا ہے۔ظرافت نگاری ادب کا ایک اہم میدان ہے سماج اور ادب کے حوالے سے دیکھا جائے تو ایک سنجیدہ ادیب یا شاعر کی نسبت ایک ظرافت نگار کا سماجی شعور زیادہ وسیع نظر آتا ہے۔ ظرافت نگار معاشرے کی ناہمواریوں کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور پھر طنزیہ انداز میں اُن کی اصلاح کے لیے اسے اپنی شاعری کے پیرایہ میں بیان کرتا چلا جاتا ہے۔اردو شاعری میں طنز وظرافت کی روایت خاصی طویل ہے۔بہت سے سنجیدہ شعرا کے ہاں بھی طنزیہ اور ظریفانہ انداز میں سماج پر چوٹ دیکھی جا سکتی ہے۔

اردو کی ظریفانہ شاعری میں دلاور فگار کا نام اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔دلاور فگار نے اردو کی

ظریفانہ شاعری کو بہت سی نئی جہتوں سے آشنا کیا ہے۔ان کے ہاں معاشرے میں پائی جانے والی ناہمواریوں پر گہرا طنز نظر آتا ہے جو ان کے وسیع سماجی شعور کی عکاسی کرتا ہے۔دلاور فگار کے سماجی شعور کے حوالے سے بات کی جائے تو ان کے ہاں معاشرتی ناہمواریوں کے ساتھ ساتھ سماجی رویوں کی بھی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔دلاور فگار سماج کے حوالے سے گہری بصیرت رکھتے ہیں انھوں نے دیگر عام موضوعات کے ساتھ ساتھ بہت سے ایسے موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی ہے، جو معاشرے کے عام افراد کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔

سماج میں پروان چڑھنے والی روایات اور رشتہ داریاں ہر ظرافت نگار کا اہم موضوع رہی ہیں۔دلاور فگار نے اپنے منفرد انداز میں اُن کی بھرپور عکاسی کی ہے۔معاشرے میں طبقاتی تفریق کے حوالے سے وہ گہری بصیرت رکھتے ہیں۔اسی طبقاتی تفریق نے مختلف طبقوں کے درمیان کشمکش کو جنم دیا اور اس کے نتیجے میں نچلے طبقے کے لوگ اعلیٰ طبقہ میں شمار ہونے کے لیے جو ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں، وہ بھی دلاور فگار کا موضوع بنے ہیں۔سماج میں مذہب کے نام پر جو منفی روّیے پروان چڑھائے جارہے ہیں انھوں نے حقیقی اور جعلی پیشواؤں کی پہچان ختم کردی ہے۔مذہب کی آڑ میں لوگوں کو بے دردی سے لوٹا جارہا ہے اور ان لوٹنے والوں کی اصلیت کچھ نہیں ہوتی۔خاص طور پر نام نہاد خانقاہی نظام میں درگاہوں پر چار دن حاضری دینے والے خود کو خلیفہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔دلاور فگار کے ہاں اس منفی رجحان کی عکاسی دیکھئے:

ے   عالموں کے ساتھ رہ کر وہ بھی جید ہوگیا
پہلے جانے کیا تھا، رفتہ رفتہ سیّد ہوگیا (۲)

روشِ مغربی کی پیروی میں خاندانی نظام کی تباہی ایک المناک صورتِ حال اختیار کرچکی ہے۔آزادیٔ نسواں کے نام نہاد دعویٰ داروں نے عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر شمع محفل بنادیا تو خاندانی نظام تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔سماج میں نفرتیں اس قدر پھیل گئیں کہ اپنوں کی پہچان ہی ختم ہو کر رہ گئی۔بیوی اور شوہر کے تعلق پر وہ کاری ضرب لگی کہ سماجی اقدار اور اخلاقیات کا شیرازہ ہی بکھر کر رہ گیا۔دلاور فگار کے ہاں سماج کی اس

غلط روش کا بیان دیکھئے:

ے

تھا رقص میں یہ حال مسز افتخار کا
بہلا رہی تھیں دل کسی امیدوار کا
گھر پر یہ حال شوہرِ دخترِ شمار کا
دامن پکڑ لیا تھا شبِ انتظار کا (۳)

جہیز معاشرے کی ایک قبیح رسم بن چکی ہے۔ایک طرف لڑکی والے اپنی برادری میں نمایاں ہونے کے لیے اس تگ و دو میں ہوتے ہیں کہ بیٹی کو زیادہ سے زیادہ جہیز دیا جائے تو دوسری طرف لڑکے والوں کی طرف سے بھی مختلف تقاضے جہیز کے بارے میں سامنے آتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر قرض چڑھتا چلا جاتا ہے اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو جاتا ہے۔اسلام نے گھر کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری مرد کو سونپی ہے لیکن جہیز کی قبیح رسم اس اسلامی نظریے سے انحراف کی طرف لے جاتی ہے۔اسی انحراف کی عمدہ عکاسی دلاور فگار کی نظم ''ضرورتِ رشتہ'' میں ملتی ہے:

ے

لڑکی اپنے ساتھ لائے کم سے کم دو لاکھ کیش
تاکہ لڑکا بعد شادی کر سکے آرام و عیش
مستعد شوہر تو بس لیٹا رہے گا صبح و شام
نان نفقہ کا بھی بیگم خود کریں گی انتظام (۴)

دلاور فگار کی اس نظم ''ضرورت رشتہ'' میں سماج کے بہت سے روّیوں پر گہرا طنز کیا ہے جو ان کے سماجی شعور کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے۔ڈاکٹر شوکت اللہ جوہر کے خیال میں نظم 'ضرورت رشتہ' موجودہ زمانے کی شادیوں، زن و شو کے تعلقات، عام معاشرتی سوچ پر گہرا طنز ہے لیکن اس طنز کے ساتھ مزاح کی مٹھاس بھی محسوس ہوتی ہے۔جو دلاور فگار کا کمال ہے۔(۵)

دلاور فگار کا مشاہدہ عمیق ہے وہ مختلف علاقوں اور مختلف اقوام کے بارے میں خاصا سماجی شعور رکھتے ہیں۔ علاقوں کی تہذیب کے ساتھ ساتھ وہ مختلف علاقوں میں بسنے والی مختلف اقوام کے مزاج سے بھی خاصی واقفیت رکھتے ہیں۔ ''رام پور'' ان کی ایک ایسی ہی نظم ہے جس میں وہ رام پور کے احوال بتاتے ہوئے وہاں کے لوگوں کے مزاج کی عکاسی کرتے ہیں:۔

یہاں کے لوگ بڑے میزبان ہوتے ہیں
یہاں بزرگ بھی آدھے جوان ہوتے ہیں
یہ لوگ طبع سے خالص پٹھان ہوتے ہیں
ذرا سی دیر میں آف اور آن ہوتے ہیں (۶)

دلاور فگار کے ہاں دیگر شعرا کی طرح معاشرے کے مختلف موضوعات کا بیان ملتا ہے۔ بے روزگاری ہمارے سماج کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ مہنگائی کے دور میں بے روزگاری اور کم آمدن والے افراد جس کرب میں مبتلا ہوتے ہیں اس کا احساس وہ ہی کر سکتے ہیں۔ معاشرے کے دیگر افراد کے مختلف پیشوں کی طرح شاعر اور ادیب کا ذریعہ معاش کافی حد تک ادبی تخلیقات ہی ہوتی ہیں۔ دلاور فگار کی شاعری اور حالاتِ زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ بھی فکرِ معاش میں کافی حد تک مبتلا رہے ہیں۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''فگار کو معاشی اور سماجی طور پر وہ سکون بخش ماحول میسر نہ آیا کہ وہ فکر معاش سے بے نیاز ہو کر پوری آزادروی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے۔ انھوں نے خود کو موجودہ خارجی بندھنوں میں جکڑے رکھا اور جو کچھ کہا زیادہ تر کسی فرد یا کمرشل ادارے کی فرمائش پر کہا۔''(۷)

بے روزگاری اور کم آمدنی کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہمارے معاشرے میں یہ قابل تشویش حد تک بڑھ چکی ہے۔ بے روزگاری سے جہاں ایک طرف خاندانی نظام تباہ ہو رہا ہے، وہاں دوسری طرف بہت سی

اخلاقی اقدار بھی ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ پیسہ اور روزگار ہی جب ہر جگہ پیشِ نظر ہو تو انسان کیا کیا روپ دھارتا ہے۔ اس پیسے کی خاطر کوئی بھکاری بنتا ہے۔ تو کوئی چور، ڈاکو اور بدمعاش کا روپ دھارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کوئی جگہ جگہ کرتب دکھاتا ہے تو کوئی جعل سازی کے ذریعے انسانیت کے زوال کا سبب بن رہا ہوتا ہے۔ دلاور فگار کی نظم ''بے روزگار نوجوانوں سے'' اس حوالے سے گہرا سماجی شعور لیے ہوئے ہے۔ اس نظم میں انھوں نے طنزیہ انداز میں بے روزگار نوجوانوں کو مشورے دیتے ہیں۔ یہ طنز اُن کے گہرے سماجی شعور کو واضح کرتے ہیں۔ حقیقت میں ان مشوروں کے ذریعے وہ سماج میں رواج پا جانے والے ان عناصر کی عکاسی کر رہے ہیں:

؎ اے نوجوانِ بے عمل
مایوس کیوں ہے آج کل
سروس نہیں ملتی تجھے
سروس پہ لعنت بھیج دے
ایم۔اے کی ڈگری پھاڑ دے
گردِ نحوست جھاڑ دے
سر پر انگوچھا ڈال لے
بندر کے بچے پال لے
بازار میں مجمع لگا
کرتب دکھا، پیسہ کما (۸)

بے روزگاری کا ایک اور حل ملاحظہ ہو:

؎ اپنا کلینک کھول کر
بن جا اتائی ڈاکٹر

پانی کے انجکشن لگا
پانی بہا، چاندی بنا (۹)

بے روزگاری کی وجہ سے آئے روز بھکاری پن میں جو اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور سماج میں یہ منفی رجحان جس طرح بڑھتا جا رہا ہے۔ دلاور فگار نے طنزیہ انداز میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے:

؎ آنکھوں پہ پٹی باندھ لے
پیروں میں رسی باندھ لے
ہر شخص سے یوں عرض کر
بابا خدا کے نام پر (۱۰)

''کراچی کا قبرستان'' دلاور فگار کی ایک اہم طنزیہ نظم ہے۔ اس نظم میں انھوں نے مختلف سماجی عناصر کا اظہار کیا ہے۔ یہ نظم ان کے عمرانی مشاہدے کو ظاہر کرتی ہے:

؎ اے کراچی ملکِ پاکستان کے شہر حسیں
مرنے والوں کو جہاں ملتی نہیں دو گز زمیں
قبر کا ملنا ہی ہے اوّل تو اک ٹیڑھا سوال
اور اگر مل جائے اس پر دخل ملنا ہے محال
ہے یہی صورت تو اک ایسا بھی دن آجائے گا
آنے والا دور مردوں پر مصیبت ڈھائے گا
مرد یاں بسیار ہوں گے اور جائے قبر تنگ
قبر کی تقسیم پر مردوں میں چھڑ جائے گی جنگ
سیٹ قبرستان میں پہلے وہ مردے پائیں گے
جو کسی مردہ منسٹر کی سفارش لائیں گے (۱۱)

پروفیسر ڈاکٹر شوکت اللہ جوہر اس نظم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کراچی کا قبرستان'' ایک مزاحیہ نظم ہے جس میں نہایت خوبی سے بڑھتے ہوئے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزاح اور بذلہ سنجی نہایت عمدہ انداز میں پیش کی گئی ہے۔ جو دلاور فگار کی طبیعت کا خاصہ ہے۔'' **(۱۲)**

سماجی برائیوں کا قلع قمع کرنے اور ان کے نقصانات سے بچنے کے لئے توجہ مبذول کروانے میں دلاور فگار کا کردار نمایاں ہے رشوت سماج میں اس قدر سرائیت کر چکی ہے کہ اس کو برائی نہیں سمجھا جاتا یہ ہدیہ، نذرانہ اور تحفے کی صورت میں پیش کی جاتی ہے پھر اس کی بدولت عدل وانصاف پس پشت چلا جاتا ہے اگر کوئی رشوت ستانی کے جرم میں پھنس جائے تو اس کی نجات بھی رشوت دینے کی صورت میں ہی نظر آتی ہے اس صورت حال پر دلاور فگار نے ایک قطعہ لکھا جو ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ملاحظہ ہو:

ے حاکمِ رشوت ستاں فکرِ گرفتاری نہ کر
کر رہائی کی کوئی آسان صورت چھوٹ جا
میں بتاوں تجھ کو تدبیر رہائی مجھ سے پوچھ
لے کے رشوت پھنس گیا ہے دے کے رشوت چھوٹ جا **(۱۳)**

رشوت کی طرح ہمارے معاشرے میں جھوٹ کا چلن بھی عام ہوتا جا رہا ہے جھوٹ کا استعمال اپنے فائدے اور دوسروں کے نقصان کے لئے کیا جاتا ہے یہ اتنی بڑی سماجی برائی ہے کہ اللہ تعالی نے جھوٹ کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے جھوٹ کے حوالے سے دلاور فگار کی ایک نظم کے چند اشعار ملاحظ ہو:

ے جھوٹ اپنی زندگی میں جب سے شامل ہو گیا
زندگی مشکل ہی تھی مرنا بھی مشکل ہو گیا
نفسیاتی طور پر اب ہر مسلماں ہے علیل
رسمِ قربانی ہے باقی اٹھ گیا عشق خلیل

سچ بنا دیتی ہے جھوٹے کیس کو جھوٹی دلیل
ایک جھوٹا دوسرے جھوٹے کو کرتا ہے وکیل
کیس جھوٹا، مدعی جھوٹا، عدالت کیا کرے
لائیر لایر بنے خالی وکالت کیا کرے
وہ بھی جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم جھوٹے نہیں
اور ہم ان کے مخالف ان سے کم جھوٹے نہیں **(۱۳)**

سماجی برائیوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو ملاوٹ جیسی برائی اس معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ ملاوٹ شدہ اشیا کے استعمال سے پیسے کے زیاں کے ساتھ ساتھ معاشرے کے افراد کی صحت پر بھی برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ سماج میں ملاوٹ کی لعنت اس حد تک سرایت کر چکی ہے کہ اب سماج پر لکھنے والے ہر قلم کی نوک سے اس موضوع پر الفاظ ضرور زیب قرطاس بنے ہیں۔ دلاور فگار کا اعجاز یہ ہے کہ انھوں نے اس موضوع پر ایک منفرد انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ نہ صرف اشیائے خورد نوش میں ملاوٹ کو سامنے لائے ہیں بل کہ اخلاق واقدار میں ملاوٹ کے عنصر کو بھی نمایاں کرتے ہیں اس بارے میں ان کی ایک نظم ’’نخالص نظم‘‘ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ہر سوت میں ملاوٹ، ہر اون میں ملاوٹ
ہر جسم میں خرابی ہر خون میں ملاوٹ
میخوار میں ملاوٹ، مے میں اڈلٹریشن
نغمہ تو پھر ہے نغمہ، لے میں اڈلٹریشن
قدریں بدل رہی ہیں، معیار گر رہے ہیں
کوئی انھیں سنبھالے میخوار گر رہے ہیں

بادہ کشوں پہ اب ہے کیسا سکوت طاری

کیا نابکار نکلا استاد آبکاری (۱۵)

ملاوٹ کے ساتھ ساتھ کثرت آبادی بھی ظرافت نگاروں کا خاص موضوع رہا ہے۔ بہت سے ظرافت نگار شعرا اور نثر نگاروں نے اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ دلاور فگار نے بھی اس موضوع پر خوب خامہ فرسائی کی ہے۔ حکومت کی مختلف پالیسیوں اور تشہیر کے باوجود جب آبادی میں اضافہ کنٹرول نہیں ہو رہا تو دلاور فگار طنزاً مشورہ دیتے ہیں:

اب حکومت کو یہ لازم ہے بنا دے ایک لاء
تاکہ بے پر مٹ کے پیدا ہی نہ ہو بچہ نیا
جو بھی یہ قانون توڑے اس کو دی جائے سزا
مجرمِ تخلیق پر رحم و کرم ہو ناروا
یوں ہی گھٹ سکتا ہے آبادی کا یہ جمِ غفیر
مجرمانِ کثرتِ اولاد ہو جائیں اسیر
پہلے اک درخواست دی جائے پرنٹڈ فارم پر
من کہ مولا بخش بننا چاہتا ہوں اک پدر
ہوں تو میں شادی شدہ لیکن ابھی ہو ں بیچلر
عہد کرتا ہوں کہ میرا لختِ دل نکلے گا نر
ایک بچے کا مجھے پرمٹ اشو کر دیجئے
میں ابھی تک بیچلر ہوں امتحاں کر لیجئے (۱۶)

ادب اور سماج کا آپس میں تعلق لازم و ملزوم کا ہے۔ ادب جہاں سماج کا آئینہ ہوتا ہے وہاں سماج کے ذریعے ہی ادب کی آبیاری بھی ہوتی رہتی ہے۔ ادب نہ صرف سماج کی عکاسی کرتا ہے بل کہ اس کی اصلاح کا بیڑا بھی کسی حد تک ادب کو ہی اٹھانا پڑتا ہے۔ سماجی حوالے سے دلاور فگار کے ہاں ادیبوں میں پائی جانے والی غلط روشوں کی بھی

عکاسی ملتی ہے۔ان کی نظم ''شاعرِ اعظم'' اور ''ناقدِ اعظم'' میں ادبا اور شعرا کی اس غلط روش کا بیان ہے جس میں بیتے ہوئے ہر شاعر خود کو سب سے بڑا شاعر ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔نہ صرف یہ بل کہ خود کو برتر ثابت کرنے کے لیے دیگر شعرا اور ادبا کے کلام میں طرح طرح کے فکری و فنی عیوب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ''شاعر اعظم''میں بہت سے استاد شعرا کو کسی نہ کسی وجہ سے رد کرتے چلے جانے کے بعد تان یہاں ٹوٹتی ہے:

میں نے کہا تو کس کو میں شاعر بڑا کہوں
کہنے لگے کہ میں بھی اسی کش مکش میں ہوں
پایانِ کار ختم ہوا جب یہ تجزیہ
میں نے کہا حضور تو بولے کہ شکریہ (۱۷)

دلاور فگار کی ظریفانہ شاعری ان کی گہرے سماجی مشاہدے کا نتیجہ ہے۔وہ سماجی رویّوں کو گہری نظر سے دیکھتے اور شاعرانہ انداز میں ان پر طنز کرتے چلے جاتے ہیں۔ سماجی برائیوں اور خرافات کو نمایاں کرنے میں دلاور فگار کو خاص ملکہ حاصل ہے۔دلاور فگار کی ظرافت کا یہ اعجاز ہے کہ وہ سیدھی سادی بات میں گہرا طنز کر جاتے ہیں اور ان کے طنز میں نفرت کا عنصر نہیں ہوتا۔البتہ ان کے مزاح میں قدرے تضحیک کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔دلاور فگار کی شاعری میں سیاسی و سماجی عناصر کی رنگ آمیزی بھی ملتی ہے۔(۱۸)

مجموعی طور پر دلاور فگار کی شاعری میں ان کا سماجی شعور بڑی صراحت کے ساتھ جھلکتا نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری کا خمیر معاشرے کی ناہمواریوں سے اٹھا ہے۔اور وہ انھی ناہمواریوں سے مثبت رویے پیدا کرنے کی راہ دکھاتے ہیں۔یوں سماجی اصلاح کے حوالے سے ان کی شاعری خاص مقام و مرتبہ کی حامل ہے۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص۹۔

۲۔ دلاور فگار، کلیات دلاور فگار، (کراچی: فرید پبلشرز، ۲۰۱۵ء)، ص۸۱۔

۳۔ ایضاً، ص۹۳۔

۴۔ ایضاً، ص۸۳۔

۵۔ شوکت اللہ خان جوہر، ڈاکٹر، اردو شاعری میں ظرافت نگاری، (کراچی: الفاظ اکیڈمی ۲۰۱۶ء)، ص۵۲۰۔

۶۔ دلاور فگار، کلیات دلاور فگار، ص۲۰۷۔

۷۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو کی ظریفانہ شاعری اور اس کے نمائندے، (لاہور: فیروز سنز لمیٹیڈ، ۱۹۸۸ء)، ص۹۹۔

۸۔ دلاور فگار، کلیات دلاور فگار، ص۲۸۷۔

۹۔ ایضاً، ص۲۸۸۔

۱۰۔ ایضاً، ص۲۹۲۔

۱۱۔ ایضاً، ص۸۷۔

۱۲۔ شوکت اللہ خان جوہر، ڈاکٹر، اردو شاعری میں ظرافت نگاری، ص۵۲۱۔

۱۳۔ دلاور فگار، کلیات دلاور فگار، ص۵۵۱۔

۱۴۔ ایضاً، ص۱۶۷۔

۱۵۔ ایضاً، ص۲۱۸۔

۱۶۔ ایضاً، ص۲۴۱۔

۱۷۔ ایضاً، ص۱۰۰۔

۱۸۔ شوکت اللہ خان جوہر، ڈاکٹر، اردو شاعری میں ظرافت نگاری، ص۵۲۲۔